THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

# سرائیکی زبان وادب اور دلشاد کلانچوی (ایک تحقیقی مطالعہ)

# Saraiki Language and Literature and Dilshad Kalanchvi (A Research Study)

آصفہ بی بی
پی ایچ ڈی اسکالر
شعبہ سرائیکی
دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور

ڈاکٹر بدر مسعود خان
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبہ سرائیکی
دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور

***Abstract***

*Saraiki is a vibrant, mellifluous, and richly expressive language deeply rooted in the ancient cultural and linguistic heritage of the Indus Valley. Owing to its remarkable linguistic richness and distinctive characteristics, it has remained a living language since antiquity. It preserves within its vast cultural repertoire the centuries-old history, civilization, culture, traditions, collective experiences, and popular sentiments of the Saraiki-speaking Waseb. Saraiki literature, therefore, is not merely a collection of words; rather, it serves as a mirror of the collective consciousness, emotional sensibilities, compassion, and intellectual life of the Waseb. Among the prominent figures who have carried this ancient and fertile linguistic and literary tradition forward with scholarly consciousness is Professor Dilshad Kalanchvi. He played a pivotal role in nurturing and developing the Saraiki language, helping it attain greater intellectual and literary stature and contributing substantially to its advancement. Beginning with the Saraiki Qaida (elementary primer) and extending to works on a wide range of subjects, he has authored more than seventy books. Through this prolific literary contribution, he has established a distinguished position for himself in the fields of Saraiki language and literature.*

***Keywords:*** *Indus Valley, Saraiki language, Saraiki Literature, Linguistic Heritage, Saraiki Qaida, Waseb, Literary Tradition.*

سرائیکی زبان وادی سندھ کے قدیم تہذیبی اور لسانی ورثے سے جُڑی ہوئی ایک میٹھی توانا اور وسیع اظہار کی حامل اپنی بے پناہ خوبیوں اور خصوصیات کی بنا پر ازمنہ قدیم سے زندہ ہے۔ اس کے دامن میں وسیب کی صدیوں پر محیط تاریخ، تہذیب، ثقافت، روایات اور عوامی احساسات محفوظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرائیکی ادب محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ وسیب کے اجتماعی شعور، محبت، دردمندی اور فکری زندگی کا آئینہ دار بھی ہے۔ اسی قدیم اور زرخیز لسانی وادبی روایت کو علمی شعور کے ساتھ آگے بڑھانے والی شخصیات میں پروفیسر دلشاد کلانچوی کا نام نمایاں ہے جنہوں نے اس زبان کو انگلی پکڑ کر چلانا سکھایا اور ترقی کے آسمان تک پہنچانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ انہوں نے "سرائیکی قاعدہ" سے لیکر مختلف موضوعات پر 70 سے زائد کتابیں لکھ کر سرائیکی زبان وادب میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

دلشاد کلانچوی نے ہر صنفِ سخن مثلاً بچوں کا ادب، تحقیق و تنقید، اقبالیات، فریدیات، سیرت نگاری، سوانح نگاری، مضمون نگاری، افسانہ نگاری، ناول نگاری، ترجمہ نگاری، مکتوب نگاری اور شاعری کے میدان میں ہمیشہ اولیت کا درجہ حاصل کیا اور جدید سرائیکی نثر کو علمی بنیادیں فراہم کیں۔ آپ ایک ممتاز صحافی، مفسر، مبلغ براڈکاسٹر اور لغت نویس تھے۔

علم و ادب کے روشن چراغ عطاء محمد دلشاد کلانچوی 24 مئی 1915ء میں حافظ غلام محمد کے گھر بہاولپور کی ایک نواحی بستی کلانچ والا میں پیدا ہوئے۔ پیشہ ورانہ اعتبار سے وہ معاشیات (Economics) کے استاد تھے۔ لیکن انکی علمی و ادبی شخصیت کسی ایک شعبے تک محدود نہ رہی۔ انہوں نے سرائیکی زبان و ادب کے لیے ایک کثیر الجہتی قلم کار کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ انکی مطبوعہ کتب انکی غیر معمولی علمی مصروفیت، وسیع المطالعہ شخصیت اور زود نویسی کا ثبوت ہے۔ انکی تحریروں میں موضوعاتی تنوع کے ساتھ ساتھ تحقیقی گہرائی، تنقیدی بصیرت اور علمی سنجیدگی نمایاں نظر آتی ہے، انکی تحقیقی و تنقیدی کاوشوں نے سرائیکی زبان و ادب کے مطالعات کو محض جذباتی وابستگی کے دائرے سے نکال کر علمی و تحقیقی بنیادوں سے وابستہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ کے دادا محمد احمد وادی خوشاب (سون سکسیر) سے کلانچ والا کی طرف اپنے بیٹے غلام محمد کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے آئے۔ جمشید کلانچوی لکھدے ہیں کہ:

> "دلشاد کلانچوی کے بزرگ کوہستان نمک کی وادی سون سکیسر کے رہنے والے تھے، سو سال قبل اُن کے والد محترم حافظ غلام محمد دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے کلانچ والا کی طرف آ گئے، وہاں انہوں نے قریشی خاندان کے ایک عالم فاضل مولوی امام دین قریشی کے مدرسے میں تعلیم حاصل کی"(1)

مولوی امام دین کو انکی شرافت، ایمانداری اور خوش اخلاقی نے بہت متاثر کیا اور اپنی بیٹی نیک الہی کی شادی ان کے ساتھ کر دی۔ حافظ غلام محمد کے دو بیٹے تھے، صالح محمد اور عطا محمد، عطا محمد کا قلمی نام دلشاد کلانچوی تھا۔ صالح محمد جوانی کے آغاز میں ہی فوت ہو گئے تھے جبکہ عطا محمد دلشاد کلانچوی نے اپنی جدوجہد، تعلیمی کارکردگی اور تنقیدی بصیرت کی بنا پر اتنی پذیرائی حاصل کی کہ دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی اپنی ادبی تخلیقات کی وجہ سے ہمارے درمیان زندہ جاوید ہیں۔

پروفیسر شوکت مغل لکھتے ہیں:

> "دلشاد کلانچوی ایک ایسی شخصیت ہیں جنکی سرائیکی زبان و ادب پر گہری چھاپ ہے۔ سرائیکی وسیب میں تخلیق کیا جانے والا سرائیکی ادب دلشاد کلانچوی کی ذات اور اسکے فن سے متاثر ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ دلشاد کلانچوی نے ادبی زندگی کا آغاز اردو زبان میں لکھنے سے کیا مگر بعد میں وہ سرائیکی لکھنے کی طرف راغب ہو گئے اور انہوں نے لسانیات اور تنقید جیسے خشک موضوعات سے لیکر شاعری، ناول نگاری، افسانہ نگاری، تراجم، تحقیق اور مزاحیہ ادب سمیت ہر صنف میں کام کیا اور اپنی چھوٹی بڑی ستر سے زائد تصانیف سے علم کی جھولی کو بھر دیا"(2)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

آپ نے 1933ء میں مڈل کے امتحان میں ریاست بہاولپور میں اول پوزیشن حاصل کی اس شاندار کامیابی پر انہیں بی اے تک یتیم خانے میں رہنے اور مالی امداد حاصل کرنے کی اجازت مل گئی۔ آپ نے 20 سال کی عمر میں 1935ء میں میٹرک بھی فرسٹ ڈویژن کے ساتھ پاس کر کے ایس ای کالج بہاولپور میں داخلہ لے لیا۔ جہاں سے 1937ء میں انٹر اور 1939ء میں بی اے کا امتحان بھی شاندار کامیابی سے پاس کر لیا۔ 1941ء میں لاہور کے اسلامیہ کالج سے معاشیات میں ایم اے کرنے کے بعد بہاولپور واپس آ گئے اور 4 جون 1943ء کو ایس ای کالج میں بطور لیکچرار بھرتی ہو گئے۔ انہوں نے طالب علمی کے زمانے سے لیکر زندگی کی شمع گل ہونے تک ہندو پاک کے مختلف خطوں کی سیر کی، دہلی آگرہ، لکھنؤ، بنارس، الہ آباد، اور کلکتہ کو دیکھا وہاں کی تہذیب و ثقافت نے آپ کو روشن خیال بنا دیا۔ جہاں تک آپ کی ذات و شخصیت کا تعلق ہے۔

> "انکا چہرہ کتابی تھا، رنگ گندمی، آنکھیں سیاہ اور چھوٹی جنکو موٹے شیشوں والی عینک چھپائے رکھتی تھی، قد درمیانہ تھا، ماتھا چھلا اور نمایاں تھا، سر گنجا، ناک لمبا اور آگے کو بڑھا ہوا تھا۔ مونچھیں چھوٹی اور داڑھی منڈی ہوئی تھی۔ آخری عمر میں دانت نقلی تھے، سینہ چوڑا اور قد 5 فٹ 4 انچ تھا"(3)

دلشاد کلانچوی کی شخصیت ہی انکے ادبی کام کی آئینہ دار تھی۔ وہ ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ انکی کتاب "سرائیکی زبان تے ادب" کو حکومتِ پاکستان سے ایوارڈ ملا، یہ کتاب سرائیکی زبان و ادب کی تاریخ، اصناف اور ارتقائی سفر کے مطالعے میں اہم حیثیت رکھتی ہے جبکہ "سرائیکی اور اسکی نثر" میں سرائیکی نثر کے تاریخی، ادبی پس منظر کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ پروفیسر دلشاد کلانچوی کی ادبی کاوشیں سرائیکی زبان کے فروغ، ادبی سرمایہ محفوظ کرنے اور اسے نئی نسل تک منتقل کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق لکھتے ہیں:

> "دلشاد کلانچوی اپنی ذات میں انجمن ہی نہیں ایک مکمل دبستانِ ادب ہیں۔ قدرت ان جیسی انسائیکلوپیڈک (Encyclopedic) قسم کی ہستیاں روز روز پیدا نہیں کرتی۔ ان کے سینے میں نہ صرف مختلف علوم و فنون کی خزانے چُھپے ہوئے ہیں بلکہ ملک و ملت کا درد بھی ہے اور اس درد کا درماں تلاش کرنے کی سچی لگن بھی ہے۔ انکی تمام تحریریں انکے خلوص کی ادبی رجحانات کو آگے بڑھاتے رہنے کی خواہش اور سرائیکی زبان و ادب سے والہانہ وابستگی کی عکاسی کرتی ہیں"(4)

پروفیسر دلشاد کلانچوی کی مادری زبان کیونکہ سرائیکی تھی اس لیے انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے نہ صرف اسکے علمی و ادبی سرمائے میں اضافہ کیا بلکہ نئی نسل کو اپنی زبان، تہذیب اور ادبی روایت سے جوڑنے کی بھرپور کوشش کی، ان کے ہاں ادب صرف اظہار خیال کا وسیلہ نہیں بلکہ معاشرے کی فکری، تہذیبی اور اخلاقی تربیت کا موثر ذریعہ بھی تھا۔ یہی خلوص، وسعت مطالعہ اور ادب کے فروغ کے لیے مسلسل جدوجہد پروفیسر دلشاد کلانچوی کی علمی شخصیت کو منفرد، معتبر اور قابل قدر بناتی ہے۔

حمید الفت ملغانی لکھتے ہیں:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"سرائیکی زبان وادب کو آگے بڑھانے میں اور سرائیکی ادب کو دیگر زبانوں تک شناسائی دینے کے سلسلے میں جو کام پروفیسر دلشاد کلانچوی نے کیا ہے ایسا کام کئی بڑے ادارے بھی نہیں کر سکتے"(5)

پروفیسر دلشاد کلانچوی نے سرائیکی زبان وادب کو وسیع تر ادبی منظر نامے میں متعارف کرانے میں اور اسے مختلف زبانوں کے قارئین تک پہنچانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔انکی تحقیقی و تنقیدی اور ترجمہ نگارانہ کاوشوں نے سرائیکی ادب کے فکری اور لسانی سرمائے کو دوسری زبانوں کے ادبی حلقوں سے متعارف ہونے کا موقع فراہم کیا۔دلشاد کلانچوی کے تحقیقی، تنقیدی کام پر مشتمل کتابوں میں "تنقید دیاں پوڑیاں"، "قدیم سرائیکی شاعر تے ادیب"، "سرائیکی شاعری دے اوزان تے قوافی"، "فریدیات"، "چار سرائیکی صوفی شاعر"، "کون فقیر فرید"، "سرائیکی لسانیات"، "سرئیکی اور اسکی نثر" تحقیقی و تنقیدی ذوق کی نمایاں مثالیں ہیں۔ان کی تحقیق میں تاریخی شواہد، ادبی متون، اور تخلیق کاروں کے تعارف کو بنیادی اہمیت حاصل ہے جبکہ تنقید میں انہوں نے سرائیکی تخلیقات اور شعراء کے فکری وفنی پہلوں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ تنقید کو اولین زینے بھی فراہم کیے۔اور سرائیکی شاعری کے فن اور فنی پہلوؤں کو بہت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا۔اپنی کتاب "سرائیکی شاعری دے اوزان تے قوافی" میں سرائیکی شاعری کے اوزان، بحور اور قوافی کے بنیادی اصولوں کو موضوع بحث بنایا اور ساتھ ساتھ سرائیکی شاعری کی فنی ساخت کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی۔خواجہ غلام فریدؒ کی شاعری پر تنقیدی نقطہ نظر سے لکھی گئی انکی کتاب "کون فرید فقیر" کو اکادمی ادبیات کی طرف سے 1983ء میں خواجہ غلام فرید ایوارڈ اور بیس ہزار نقد انعام بھی ملا۔

پروفیسر دلشاد کلانچوی "کون فرید فقیر" کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

"خواجہ غلام فریدؒ کی ذات برکات سرائیکی علاقے کے لوگوں کے لیے کیا سارے پاکستان کے لیے بلکہ عالم اسلام کے لیے سرمایہ صد افتخار ہے۔ان کی صوفیانہ شاعری نے سرائیکی لکھنے، پڑھنے، بولنے اور سمجھنے والوں کے دلوں کو جس طرح گرمایا ہے جیسے جیسے انہوں نے حسن ازل کے جلوے دیکھائے ہیں، جتنے مومن دلوں کے اندر حُبِ رسول ﷺ کی آگ لگائی، جیسی دین و دنیا کی رہبری اور رہنمائی انہوں نے کی اور سرائیکی زبان وادب کی جو انہوں نے چسیں چکھائیں ان ساری باتوں کو اگر ہم گنوانا چاہیں تو ہر گز گنوا نہیں سکتے"(6)

پروفیسر دلشاد کلانچوی نے سرائیکی لسانیات کے میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دیں۔انہوں نے سرائیکی زبان کی ساخت اس کے صوتی، صرفی و نحوی پہلوؤں، الفاظ کے ذخیرے اور لسانی خصوصیات کو علمی و تحقیقی انداز میں اجاگر کیا، انکی لسانی کاوشوں نے سرائیکی زبان کو علمی شناخت مہیا کی، آپ ماہر لسانیات کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

شہباز قریشی لکھتے ہیں:

"دلشاد کلانچوی ماہر لسانیات مانے جاتے ہیں، انکا ماہر لسانایت ہونے کا بڑا ثبوت انکی کتاب "سرائیکی لسانیات" ہے جس میں انہوں نے لسانیات کی تحقیقات کو علیحدہ اور لسانی نظریات کو علیحدہ بیان کیا ہے۔لسانی تحقیقات میں لسانی گروہ بندی میں سرائیکی کی پہچان کروائی، اسکے نام،

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

رسم الخط، ماخذات، اور اسکی آوازوں کے بارے میں بیان کیا، اسکے ساتھ ساتھ نحوی اور صرفی خصوصیات کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔"(7)

پروفیسر دلشاد کلانچوی بحیثیت ناول نگار اور افسانہ نگار بھی نمایاں ادبی مقام رکھتے ہیں، انکے ناول اور افسانوں میں معاشرتی زندگی، انسانی رویوں، تہذیبی اقدار، اپنے عہد کے مسائل، عورتوں کے حقوق اور روایات کی پاسداری خوب نظر آتی ہے۔

اعجاز ملک لکھتے ہیں:

"دلشاد کلانچوی نے ادب کے ہر میدان میں طبع آزمائی کی، مذہب اور سیرت نگاری سے لیکر ناول نگاری اور افسانہ نگاری تک خوب محنت کی، ابتدا میں بچوں کے لیے اصلاحی نظمیں لکھ کر اصلاح کے راستے تلاش کیے۔ ترجمانی ادب میں قرآن مجید کا سرائیکی ترجمہ، ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں کا ترجمہ، توبتہ النصوح، رسم و سہراب اور انار کلی اور اقتدار دی ہوس جیسے ڈراموں کے ترجمے، تدوین میں، معراج نامہ، نور نامہ، خیابانِ خرم اور مضامین نگاری کو سرائیکی زبان وادب میں جگہ دی۔"(8)

پروفیسر دلشاد کلانچوی کیونکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان تھے، انہوں نے ایم اے اکنامکس کے ساتھ ساتھ ایم اے اردو بھی کیا۔ انکی پوری زندگی تعلیم دیتے ہوئے اور تحقیق کرتے ہوئے گذری، انکا تحقیق و تنقید کا زاویہ نظر باقی ادباء اور شعراء سے مختلف تھا۔

ڈاکٹر خالد اقبال لکھتے ہیں:

"دلشاد کلانچوی سرائیکی زبان وادب سے بہت محبت کرتے تھے، آپ کا شمار سرائیکی زبان وادب کے ان محسنوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے سرائیکی زبان وادب کی بنیادوں کو مضبوط کیا، انکا کام بہت اہم اور بنیادی ہے، انکا بہت سارا ادبی، تخلیقی و تحقیقی اور تنقیدی کام انکی شخصیت کی مختلف دلچسپیوں کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے سرائیکی زبان وادب کے حوالے سے بہت سارے اہم علمی، ادبی، تہذیبی، ثقافتی اور عروضی نظام کے متعلق تحقیق و تنقید کے ذریعے اپنی اعلیٰ بصیرت کا ثبوت دیا، انہوں نے تنقید میں عملی اور نظری طریقہ کار استعمال کیا"۔(9)

پروفیسر دلشاد کلانچوی کی مزاح نگاری میں شگفتگی اور گہرا سماجی شعور نمایاں نظر آتا ہے۔ انہوں نے مزاح کے ذریعے معاشرتی رویوں، انسانی کمزوریوں اور روزمرہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کو نہایت دلکش انداز میں پیش کیا، بظاہر وہ کم گو تھے لیکن ان کے اندر ایک بہت بڑا مزاح نگار چھپا ہوا تھا، انہوں نے مزاح نگاری خود اپنے آپ پر اور اپنے پیشے کے متعلق ہلکی پھلکی باتوں سے شروع کی۔

آپ اپنے مضمون "پروفیسری" میں لکھتے ہیں:

"شروع شروع میں میں نے اپنی بستی کے لوگوں کو بتایا کہ میں پروفیسر بن گیا ہوں وہ سمجھنے لگے کہ پروفیسر پٹواری اور تحصیلدار سے کوئی بڑا عہدہ ہوتا ہے ہر کسی کو یہ دُھن تھی کہ وہ پتہ کرے کہ پروفیسری ہوتی کیا ہے جب میں نے بتایا کہ پروفیسر بڑی جماتوں کو پڑھاتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں تو میری تعریف کا انہوں نے یہ

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

نتیجہ نکالا کہ شاید میں پرائمری سکول کے استاد کی طرح ایک استاد ہوں، عورتیں ایک دوسری کو کہنے لگیں کہ حافظ صاحب کا بیٹا بچوں کو پڑھاتا ہے اور سکول کا منشی ہے منشی"۔(10)

پروفیسر دلشاد کلانچوی کی شخصیت علم وادب، اخلاص، انکساری اور اور انسان دوستی کا حسین امتزاج تھی۔ وہ نہایت شفیق، ملنسار، خوش اخلاق اور وسیع القلب انسان تھے۔ علم کے فروغ اور ادب کی خدمت کو انہوں نے محض پیشہ نہیں بلکہ ایک ذمہ داری سمجھ کر پوری دیانت داری سے نبھایا، ہمسائیوں اور رشتہ داروں کے بچوں کو بالکل مفت تعلیم دیتے تھے، غریب بچوں کو اپنے گھر پر رہائش دے کر زیور تعلیم سے آراستہ کیا، انکی گفتگو میں شائستگی، طرزِ عمل میں سادگی اور معاملات میں خلوص نمایاں تھا، وہ اپنے معاصرین، طلباء، اور اہل علم کا ساتھ محبت اور احترام سے پیش آتے۔ اور علمی اختلاف کو بھی وسیع ظرف کے ساتھ قبول کر لیتے تھے۔ یہی اوصاف انکی علمی، ادبی شخصیت کو بلند وقار، اثر انگیزی اور زندہ جاوید بناتے ہیں۔ ظفر لاشاری لکھتے ہیں:

"دلشاد کلانچوی سرائیکی وسیب میں کسی پہچان کے محتاج نہیں۔ بحیثیت انسان دلشاد کلانچوی ایک بھلے مانس، شریف النفس اور بیبا انسان ہے۔ انکی ذات ہر قسم کے تعصب، نفرت، باشت، ساڑ سڑپہ، فخر وڈائی اور خود نمائی سے پاک ہے۔ انکے سینے میں ایک ایسے معصوم انسان کا دل دھڑکتا ہے جو ریاکاری مُفتے نموز، لالچ، حسد اور لوبھ سے پاک اور انسان سے پیار کرنے والا، لوگوں کی بھلائی چاہنے والا، اور فائدہ دینے والا ہے۔ 1978ء سے دلشاد صاحب سے میرا تعلق ہے اور آنا جانا ہے، وہ بہت مخلص اور بے لوث انسان ہیں۔ وہ چھوٹوں کی بھی بڑوں جتنی عزت کرتے ہیں۔ سرائیکی زبان کی خدمت ان کا ایمان اور مقصد ہے"(11)

اس اقتباس میں پروفیسر دلشاد کلانچوی کی شخصیت کی نمایاں خوبیوں کو بیان کیا گیا ہے، ظفر لاشاری جو کہ ان کے ہم عصر ناول نگار اور دانشور تھے، دلشاد کلانچوی صاحب کو بہت قریب سے جانتے تھے اور اکثر و بیشتر ملاقات کا شرف بھی حاصل تھا تبھی انکی زندگی کے اکثر پہلوؤں سے واقف تھے۔

المختصر یہ کہ پروفیسر دلشاد کلانچوی کی علمی وادبی شخصیت سرائیکی زبان وادب کے لیے ایک گراں قدر سرمایہ ہے۔ انہوں نے تحقیق و تنقید لسانیات، ترجمہ، شاعری، اور نثر کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے فروغ اور علمی تشخص کے استحکام میں بھی اہم کردار ادا کیا، اس تحقیقی و تنقیدی جائزے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ پروفیسر دلشاد کلانچوی کی ادبی خدمات سرائیکی ادب کی تاریخ کا قابل قدر باب ہیں جن کی اہمیت آئندہ تحقیق کے لیے بھی نئی راہیں ہموار کرے گی۔

## حوالہ جات

1۔ جمشید کلانچوی، (مرتب)، "دلشاد کلانچوی تے انہاں دی سی حرفی"، بہاولپور، اکادمی سرائیکی ادب، مئی 1997ء، ص:6

2۔ شوکت مغل، پروفیسر، "دلشاد کلانچوی شخصیت اور فن"، بہاولپور، اکادمی سرائیکی ادب، 24 مئی 2004ء، ص:11

3۔ شوکت مغل، پروفیسر، "دلشاد کلانچوی، شخصیت اور فن"، بہاولپور اکادمی سرائیکی ادب، 24 مئی 2004ء، ص:23

4۔ عبدالحق،ڈاکٹر،مہر،"سنہڑا"،دلشاد کلانچوی نمبر(ماہنامہ)بہاولپور،دسمبر1992ء،ص:248

5۔ حمیدالفت ملغانی،"لکھت تے لکھاری"،سرائیکی ادبی بورڈ،رجسٹرڈ ملتان،اشاعت اپریل2003ء،ص:163

6۔ دلشاد کلانچوی،پروفیسر(ابتدائیہ)،"کون فرید فقیر"،بہاولپور،سرائیکی لائبریری،1982ء،ص:4

7۔ شہباز قریشی،"سنہڑا"،دلشاد کلانچوی نمبر(ماہنامہ)،بہاولپور،دسمبر1992ء،ص:118

8۔ اعجاز ملک،"سنہڑا"،دلشاد کلانچوی،نمبر(ماہنامہ)،بہاولپور،دسمبر1992ء،ص:75

9۔ خالد اقبال،ڈاکٹر،"سرائیکی تنقیدی شعور"،ملتان،انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ ملتان،2010ء،ص:39

10۔ دلشاد کلانچوی،پروفیسر،(مضمون)،"پروفیسری"،مشمولہ ماہنامہ عبدالعزیز،بہاولپور،ستمبر1945ء،ص:35

11۔ ظفر لاشاری،"سنہڑا"،دلشاد کلانچوی،نمبر(ماہنامہ)،بہاولپور،دسمبر1992ء،ص:55